

۸۔ **شرح :** میرا محبوب نہایت تلخ کلام اور تیز مزاج ہے۔ وہ گالی طعن، ہنسی مذاق اور نکتہ چینی کے بغیر بات نہیں کرتا۔ بیشک کلام میں کچھ نہ کچھ تیزی آ ہی جاتی ہے، مگر ایسی بھی کیا تیزی کہ جس شخص سے بات کی، اسے شکایت ضرور کرنی پڑی۔ ظاہر ہے کہ بھیتیاں سن کر کون شکایت نہ کرے گا؟

۹۔ **شرح :** اے غالب! اگر بادشاہ حج کے سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ حج کا ثواب حضور ہی کی نذر کروں گا۔

خواجہ حالی فرماتے ہیں، یہ غزل اس زمانے میں کہی گئی تھی، جب بہادر شاہ مرحوم نے حج کے لیے جانے کا ارادہ کیا تھا، لیکن تعجب ہے کہ خواجہ مرحوم جیسے بالغ نظر اور حقیقت منم انسان نے فرمایا ”ادھر سفر حج کا وہ اشتیاق اور ادھر حج کے ثواب کی یہ بے قدری“۔

حالانکہ میرزا نے صرف انتہائی اشتیاق حج کا اظہار کیا ہے۔ جو شخص حج کرے گا، وہ ادائے فرض کا ثواب بہر حال پائے گا، لیکن جس شخص کی وجہ سے اسے یہ سعادت نصیب ہوگی، وہ اپنی جگہ ثواب کا حقدار ہوگا۔ کیونکہ اس نے ایک نیک کام میں امداد کی۔ میرزا شاعرانہ طریق پر صرف یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ انہیں ان پاک مقامات کے دیکھنے کی کتنی آرزو ہے، جنہیں ہم حرمین شریفین کہتے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے دل اور روح میں جو بالیدگی پیدا ہوگی، اس کی خاطر وہ حج کا ثواب بھی چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ مطلب یہ نہیں کہ ان کے چھوڑنے سے ثواب واقعی چھن جائے گا، مطلب صرف یہ ہے کہ اس مقدس سفر کا جو اصل ثواب ہے، وہ بھی کوئی لے لے، لیکن ان کی زیارت کرادے، اسلام کے اس بنیادی فریضے کو ادا کرنے کا موقع بہم پہنچا دے۔ حرمین شریفین کی زیارت کا انتہائی اشتیاق معاذ اللہ ثواب حج کی ناقدری کا موجب نہیں بن سکتا۔ یہ شاعری ہے۔ اس میں منطق سے کام نہ لینا چاہیے، بہر استدلال کو بھی شاعری ہی کے نقطہ نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔